147

اللّٰہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دوبار

چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنے

نمبر ۱۷ جلد ۱۰

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین اکمل

۱۵- اگست سنہ ۱۹۳۶ء ۲۶- جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نظم	صـ ۲	آقائے عبدالرحیم صاحب شبلی
ہندوستان میں عورتوں کی رفتار ترقی	۳/۵	
درس القرآن	۶/۸	درس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ رب العالمین
آزادی پسند خواتین وتہذیب ملک بابل	۸/۱۱	ایس- احمد خان قادیان
سر میاں فضل حسین کی وفات	۱۱/۱۵	مولوی عبدالوہاب صاحب
ترقی مصباح کے متعلق چند تجاویز	۱۵/۱۷	محترمہ احمدی بیگم سہارنپور
امور خانہ داری	۱۷/۲۰	×
لجنہ اماء اللہ راولپنڈی		
ریویو - وصایا	۲۱/۲۴	×
اشتہار		

برسات کی رات

(حضرت جوش ملیح آبادی)

بھری برسات میں جس وقت آدھی رات کے بادل
سیہ پرچم اڑاتے ہیں، بجھا کر چاند کی مشعل
مکاں کے بام و در بجلی کی رو میں جب جھلکتے ہیں
سبک بوندوں سے دروازوں کے شیشے جب کھنکتے ہیں
سیاہی تنی چھا جاتی ہے جب ہستی کی محفل میں
تصور تک نہیں رہتا سحر کا، رات کے دل میں
امنگیں روح میں اٹھتی ہیں جب یادِ الٰہی کی
فضا میں پیچ و خم کھاتی ہیں زلفیں جب سیاہی کی
ستارے دفن ہو جاتے ہیں جب آغوش ظلمت میں
لپک اٹھتا ہے اک کوندا سا جب شاعر کی فطرت میں

سمٹ جاتی ہے جب بجلی، دکھا کر ابر سے جھلکی
فلک پر دفعتہً جب سانس رک جاتی ہے بادل کی
فلک پر نور کی جس وقت بن جاتی ہیں تصویریں
شگاف ابر میں جب کانپنے لگتی ہیں تنویریں
نظر آتے ہیں کچھ شعلے سے جب ظلمت کے دامن میں
شکن بجلی کی جب تبدیل ہو جاتی ہے روزن میں
معاً اک حور اس روزن میں آ کر مسکراتی ہے
اشاروں سے مجھے اپنی گھٹاؤں میں بلاتی ہے

مشن اسکول کی لیڈی

اک مشن اسکول کی لیڈی بصد انداز ناز
دختران ہند سے ہے خوب سرگرم نیاز
پھر رہی ہے لڑکیوں کی صف میں بل کھاتی ہوئی
ہاتھ میں شانہ لئے زلفوں کو سلجھاتی ہوئی
اس خم کاکل میں ہے پوشیدہ کتنی گیر و دار
کچھ خبر بھی ہے تجھے ناواقف لیل و نہار
اک سیاسی لہر ہے اس کاکل شبگیر میں
پیچ ڈالے جا رہے ہیں ہند کی تقدیر میں
قوم کو ڈسنے کی خاطر پے بہ پے بل کھائینگی
کل انہیں زلفوں میں کالی ناگنیں لہرائینگی
اسکے شانے سے نہ ہو جائیں کہیں سینے فگار
اس مشن اسکول کی عورت سے رہنا ہوشیار
باد طوفانی ہوائے سرد بن کر آئی ہے
ہر زن فرہاد کی ہمدرد بنکر آئی ہے

(جوش ملیح آبادی)

مصباح کے پرانے فائل ان فائلوں میں نہایت قیمتی مضامین بعض مستقل کتابیں ہیں ہم قریباً نصف قیمت پر دینگے یعنی ہم ہر فائل ۸/۱ میں علاوہ محصول ڈاک دیتے ہیں اسوقت تک ۹ فائل مکمل ہیں ؎

خلق محمدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے واقعات نظم میں ہیں۔ صرف ۲/ میں (مینیجر مصباح قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ اگست سنہ ۱۹۳۶ء

ہندوستان میں عورتوں کی رفتار ترقی

تعلیمی حالت

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از قلم آغائے عبدالرحیم صاحب شبلی - بی کام)

عورتوں کی رفتار ترقی کا تیسرا پہلو جس پر ہم نے بحث کرنی تھی "تعلیم نسواں" ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ہم تعلیم نسواں کی ضرورت جتائیں۔ ہر کوئی اس کی اہمیت سمجھتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس باب میں بھی عورتوں نے کوئی خاطر خواہ ترقی نہیں کی۔ اگرچہ سنہ ۳۵-۳۴ء کی رپورٹ مظہر ہے کہ ایک سال میں طالبات کی تعداد پنجاب کے سکولوں میں بقدر چار ہزار تین سو چھیاسٹھ کے بڑھ گئی ہے۔ لیکن ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات کے الفاظ میں "یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صوبہ کی آبادی بھی ہر سال بڑھ رہی ہے اس لیئے یہ تعداد کوئی حوصلہ افزا نہیں"۔

148

تعلیمی ترقی میں جنسی تفاوت

ہمارے ملک میں لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیمی ترقی میں بہت تفاوت ہے چنانچہ سرکاری تعلیمی کمشن کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ "سنہ ۱۹۲۹ء میں ہندوستان میں تعلیم یافتہ لڑکیوں کی شرح ۲ فیصدی سے زیادہ نہ تھی۔ سکول جانے والے بچوں میں پرائمری جماعتوں کے لڑکوں کی تعداد لڑکیوں سے چار گنا زیادہ ہے۔ مڈل کی جماعتوں میں آٹھ گنا ہے۔ اور ہائی سکولوں میں چونتیس گنا ہے۔ کالجوں میں ایک لڑکی کے مقابلہ میں ۳۲ لڑکے تعلیم پا رہے ہیں"۔

مردوں کی عدم توجہی

اس تفاوت کے کئی اسباب ہیں جن میں سے سب سے بڑی وجہ تو مردوں کی اپنی بے توجہی ہے۔ وہ لڑکیوں کی تعلیم کے فائدے ہی ذہن نشین نہیں کر سکتے۔ اگر ان کو یہ سمجھ آجائے کہ لڑکیوں کی جہالت کی وجہ سے آئندہ نسل پر کیا اثر پڑتا ہے

٭ سنہ ۳۵-۳۴ء کی رپورٹ کے مطابق پنجاب میں لڑکیوں کی فیصدی شرح ۱.۸۸ سے بڑھ کر ۲.۱۹ ہوگئی ہے جو صوبہ کی آبادی کے پیش نظر کچھ بھی نہیں۔

تو شاید وہ اپنی پالیسی میں تبدیلی کرلیں۔ لیکن افسوس ہے کہ خود نااہل ہونے کی وجہ سے وہ اپنی اولاد کا مستقبل درخشاں نہیں بنا سکتے ❊

تعلیم کی طرف سے بدگمانی

دیہاتوں میں تو لڑکیوں کی ناخواندگی کی وجہ والدین کی بیوقوفی یا جہالت ہوتی ہے لیکن شہر کے لوگ بھی تعلیم نسواں سے بددل ہو رہے ہیں اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ آئے دن وہ اخباروں میں کالجوں اور سکولوں کی کارستانیاں پڑھتے رہتے ہیں جن کی اصل وجہ وہ بجائے بے پردگی کو قرار دینے کے تعلیم کو سمجھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں پردہ دار درسگاہیں زیادہ رائج کی جائیں۔ اور مشترکہ تعلیم کے مذموم طریق کی مخالفت کی جائے تاکہ لوگوں کے دلوں سے تعلیم نسواں کے متعلق جو بدگمانی پھیل گئی ہے وہ دور ہو جائے ❊

شادی کی رکاوٹ

دوسری رکاوٹ جو تعلیم نسواں کے راستہ میں حائل ہے کم سنی کی شادی ہے جس کا ذکر میں "رفتارِ صحت" کے تحت کر چکا ہوں۔ ایج آف کانسینٹ کمیٹی کی تحقیقات کے مطابق پچاس فیصدی لڑکیوں کی شادی دس اور پندرہ برس کی عمر کے درمیان ہی کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کی تعلیم بالکل رک جاتی ہے۔ ایک ہزار میں سے گیارہ لڑکیاں پانچ برس سے کم عمر میں ہی بیاہ دی جاتی ہیں۔ اور اٹھاسی لڑکیاں پانچ اور دس برس کے درمیان بیوی کہلاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس ملک میں شادی کی عمر اتنی کم ہو وہاں لڑکیوں کی ایک کثیر تعداد کا تعلیم سے محروم رہ جانا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ اوّل تو سکول جانے والی لڑکیوں کی تعداد ہی کم ہوتی ہے۔ دوسرے کم سنی کی شادی کی وجہ سے ان میں سے اکثر اپنے نصاب تعلیم کے ابتدائی مدارج ہی طے نہیں کر سکتیں ❊

اُستانیوں کی کمی

تیسری مشکل دیہاتوں میں سند یافتہ اُستانیوں کی کمی ہے۔ اس کمی کے متعدد اسباب ہیں اوّل تو مختلف تعصّبات کی وجہ سے اس ملک میں معلّمہ کا پیشہ عورتوں کے لئے عام طور پر موزوں خیال نہیں کیا جاتا۔ اور دوسرے پردہ اور بعض دیگر پابندیوں کی وجہ سے وہ اپنے گھر اور شہر سے باہر ملازمت اختیار کرنا پسند نہیں کرتیں۔ چنانچہ قصبات میں لڑکیوں کے سکول قائم کرنے میں سب سے بڑی مشکل یہی پیش آتی ہے۔ کہ اوّل تو وہاں اُستانیاں ملتی ہی نہیں اور اگر ملتی ہیں تو تنخواہ زیادہ دینی پڑتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زنانہ

سکول پر مردانہ سکول کے مقابلہ میں زیادہ خرچ آتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان کی آبادی کا بیشتر حصہ دیہاتوں اور قصبات میں آباد ہے اس لئے وہاں کی لڑکیاں تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں۔ حال ہی میں محکمہ تعلیم نے بلدیات کو ہدایت کی ہے کہ وہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے علیحدہ بجٹ بنایا کریں۔ لیکن پھر بھی خرچ کے مقابلہ میں کسی خاطر خواہ ترقی کی اُمید نہیں۔

اُستانیوں کی کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہندوستان میں معلّمہ گری (ٹریننگ) کی خاص تعلیم دینے کے لئے بہت کم سکول اور کالج ہیں اور جو ہیں بھی اُن میں پردہ کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ ۱۹۲۷ء تک سارے ملک میں کُل سات زنانہ ٹریننگ کالج تھے جن میں سے دو مدراس میں تین بنگال میں۔ ایک پنجاب میں اور ایک صوبہ متحدہ میں تھا۔ اِن کالجوں میں کُل ایک سو پندرہ طالبات تعلیم پاتی تھیں جن میں اٹھانوے ۹۸ عیسائی، پندرہ ۱۵ ہندو اور صرف دو ۲ مسلمان تھیں۔ اِسی طرح ٹریننگ سکولوں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔

اُستانیوں کی کمی کی ایک اور وجہ تنخواہوں کی کمی ہے۔ مدراس کے پرائمری سکولوں میں ایک اُستانی کی اوسط تنخواہ پندرہ روپیہ ماہوار ہے بنگال میں آٹھ روپیہ ماہوار۔ یوپی میں اٹھارہ روپیہ ماہوار پنجاب میں پچیس روپیہ ماہوار اور بہار میں گیارہ روپیہ ماہوار ہے۔ گویا ایک زنانہ پرائمری سکول کی ہیڈ معلّمہ ایک آیا سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں معلّمہ گری کا پیشہ ایک معزز اوسط درجہ کے گھرانے کی لڑکی کے لئے کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتا۔ بالخصوص جب اُسے اپنے گھر سے کہیں دُور ملازمت کے لئے جانا پڑے جہاں اُس کا کوئی پُرسانِ حال بھی نہ ہو۔

مالی حالت کی کمزوری

چوتھی مشکل عورتوں کی تعلیم کے بارہ میں روپیہ کی ہے۔ تعلیمی رپورٹوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زنانہ سکول کے قیام اور انتظام پر ایک مردانہ سکول کے مقابلہ میں زیادہ خرچ آتا ہے پرائمری سکولوں میں ایک لڑکے کی تعلیم کے خرچ کا اوسط آٹھ روپے سالانہ ہے۔ اِس کے مقابلہ میں لڑکی کا گیارہ روپے سالانہ ہے۔ آجکل اقتصادی کساد بازاری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زمیندار کو اپنی پیداوار کے بدلہ میں بہت کم روپیہ ملتا ہے جس کی وجہ سے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم پر کچھ صَرف نہیں کر سکتا۔ چنانچہ پنجاب کی تازہ تعلیمی رپورٹ کے مطابق جو ماہِ جون میں شائع ہوئی تھی زیرِ تعلیم لڑکوں کی تعداد بقدر بائیس ہزار تین سو باسٹھ کم ہو گئی ہے جس کی وجہ زیادہ تر اقتصادی زبوں حالی ہے۔

(باقی دارد)

درس القرآن

فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سورۃ قیامۃ بقیہ رکوع اوّل

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝ انسان چاہتا ہے کہ پھاڑ کر لیجائے آگے۔ فجور۔ پھاڑنا۔ صبح کو بھی فجر اس لئے کہتے ہیں کہ روشنی اندھیرے کو پھاڑ کر ظاہر ہوتی ہے۔ فجور گناہ کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے انسان اور خدا کے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے گناہ کے ورثہ کو آگے لیجانا چاہتا ہے وہ جان بوجھکر ایسا نہیں کرتا بلکہ انسانی اعمال کے نتیجہ میں ایسا ہوتا ہے۔

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ؕ

وہ پوچھتا ہے یوم القیامت کب ہوگا۔ یوم القیامت سے مراد وہ ہے جو کہ مثال کے طور پر بیان کیا ہے یعنی دنیاوی یوم القیامۃ یعنی اسلام کی ترقی کا دن۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ

برق البصر محاورہ ہے۔ گھبراہٹ کا پیدا ہوجانا۔ گھبرا جانا۔ آنکھیں پتھرا جانا۔ حیرت کا اظہار ہونا۔ آنکھیں چندھیا جانا۔ چندھیانے اور پتھرانے کا لفظ جو اردو میں استعمال ہوتا ہے اس کا مفہوم مجموعی طور پر بَرِقَ الْبَصَرُ میں آ گیا ہے۔

بصر۔ آنکھ۔ نظر

برق البصر۔ یعنی ایسے تغیرات پیدا ہو جائینگے کہ دنیا حیران رہ جائیگی۔

خَسَفَ الْقَمَرُ۔ عرب کی حکومت تباہ ہو جائیگی۔ قمر کے مراد عرب بلکہ تمام سامی حکومت ہے دنیا میں دو قسم کی حکومت ہے ایک وہ جن کا حساب قمر کے ذریعے چلتا ہے باقی جن کا سورج پر۔ جیسے ہندوؤں کا آیتوار یعنی سورج کا دن۔ اور انگریزوں کا Sunday تمام سامی حکومتیں زائل ہو جائینگی۔

جُمِعَ الشَّمْسُ۔ سورج کو بھی چاند کے ساتھ ملا دیا جائیگا یعنی سورج والی قوموں کی بھی تباہی آئیگی۔ سورج والی قوموں کی تباہی پیچھے آئیگی۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ پہلے عربوں اور ایرانیوں کی حکومت تباہ ہوئی پھر رومیوں کی۔

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ انسان کہیگا کہ آج بھاگنے کی کونسی جگہ ہے۔

انسان سے مراد منکر انسان ہے

اُس دن منکر انسان کہیگا کہ اب کونسی جگہ بھاگنے کی ہے۔ سب مسلمانوں کی حکومت ہوتی جا رہی ہے

كَلَّا لَا وَزَرَ ۚ خبردار یہ بات نہیں تم کہتے ہو کہ بھاگ جاؤ گے کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں۔

وزر۔ پہاڑ۔ اونچا پہاڑ جس میں انسان

150

پناہ لے سکے۔ پردہ کی جگہ جس میں انسان پناہ لے سکے۔ خواہ وہ پہاڑ ہو یا قلعہ یا غار۔

اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ ۞ تیرے رب کی طرف ہی مستقر ہوگا۔

مستقر، استقرار سے نکلا ہے۔ استقرار قرار سے۔

استقرار - ٹک جانا۔

مُسْتَقَر - جہاں انسان ٹک جائے جہاں وہ آرام پائے۔

اُس دن تیرے ربّ کی طرف ہی مستقر ہوگا یعنی سوائے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنیکے کوئی آرام کی جگہ نہیں۔

یہ اس بات کا نقشہ کھینچا ہے جبکہ مسلمان کہتے تھے یا کلمہ پڑھنا ہے یا پھر لڑائی۔ اور کوئی آرام کی جگہ نہیں۔ یہ اُس وقت خبر دی گئی تھی جبکہ صرف ۸۳ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ ایک وقت تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لیکر رات کے وقت مکّہ سے نکلے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ سات سال کے بعد ایک بڑے لشکر کو ساتھ لیکر وہاں جاتے ہیں تو لوگ ڈر کے مارے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ یہ قمر والی حکومت کی تباہی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں رومیوں سے جنگ شروع ہوگئی اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں رومیوں کو شکست ہونی شروع ہوگئی۔ یہ اتنی بڑی حکومت تھی کہ ایک طرف تو یورپ پر حکومت۔ دوسری طرف بلگیریا۔ آرمینا اور کئی ملکوں پر حکومت تھی۔ لیکن ان کو شکست ہوگئی۔ حتیٰ کہ ایسی ذلّت کی حالت ہوگئی کہ روم کے بادشاہ نے اپنی لڑکی پیش کی کہ جو شخص اسلامی لشکر کو شکست دیگا اُس کو وہ لڑکی دے گا۔

یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۞ اُس دن انسان کو خبر دی جائیگی جو اُس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ یعنی اُس دن اعمال دیکھے جائینگے جو اُس نے خدمت اسلام میں کیئے خاندانی بڑائیاں نہیں دیکھی جائینگی۔

فاذا برق البصر اگر اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا زمانہ مراد لیں تو یہ معنے ہونگے کہ لوگوں کی آنکھیں پتھرا جائینگی یعنی وہ دین سے غافل ہوجائینگے۔

خَسَفَ الْقَمَرُ - چاند کو گرہن لگیگا۔

جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یعنی ایک ہی مہینے میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دعویٰ کے ابتدائی ایّام میں مولوی لوگ شور مچایا کرتے تھے مسیح موعود کے زمانے کی تو یہ دلیل ہے

کہ سورج اور چاند کو اکٹھے گرہن لگیگا۔ انہوں نے خوب شور مچایا کہ کہاں گرہن لگا ہے۔ لیکن سنہ ۱۸۹۳ء (سنہ ۱۳۱۱ھ) میں یکدم سورج اور چاند کو گرہن لگ گیا۔ جب گرہن لگا تو ایک مولوی جو بہت شور مچایا کرتا تھا سخت گھبرایا اور کہا اب لوگ گمراہ ہوں گے اب لوگ گمراہ ہونگے۔

یُنَبَّؤُ الْاِنْسَانُ۔ انسان کے ساتھ اُسی طرح سلوک کیا جائیگا جس طرح اُس نے اسلام کے ساتھ کیا۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو الہام ہُوا:-

انّی معینٌ من اراد اعانتک۔

آئندہ عزّت تیرے ساتھ وابستہ ہے جو تیری عزّت کریگا اس کی عزت کی جائیگی۔

انّی مھینٌ من اراد اھانتک۔

جو تیری توہین کرے گا اس کی توہین ہوگی۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ ٥

بصیر۔ دیکھنے والا۔ حجت۔ عقل۔ سمجھ والا۔

بصیرۃ۔ بہت دیکھنے والا۔ بڑی عقل والا۔ بڑی سمجھ والا۔ ۃ مؤنث کی علامت بلکہ مبالغہ کی علامت ہے ✤ (باقی دارد)

مصباح کی توسیع اشاعت

ہر احمدی خاتون کا فرض ہے ✤

آزادی پسند خواتین

اور

تہذیب ملک بابل

مہذّب دنیا کے بہت سے ملکوں میں عورتوں کو اب تک پولیٹکل حقوق حاصل نہیں ہیں یعنی وہ مردوں کی طرح انتخاب اعظم کے وقت ووٹ نہیں دے سکتیں اور نہ پارلیمنٹ کی ممبر بننے کی مجاز ہیں۔ بلکہ اکثر پیشے بھی مردوں کیلئے مخصوص ہیں انہیں اختیار نہیں کر سکتیں۔ مثلاً وکالت برطانیہ میں عورتوں کو قانونی پیشہ اختیار کرنے کا حق حاصل نہ تھا۔ جنگ یورپ سے پیشتر صرف پولینڈ اور شاید امریکہ میں عورتوں کو کچھ پولیٹکل حقوق حاصل تھے۔ لیکن دوران جنگ میں جو خدمات عورتوں نے سرانجام دیں ان کی بنا پر وہ مردوں کے برابر تسلیم کر لی گئی ہیں۔ برطانیہ میں خاصکر چند سال ہوئے نیا قانون پاس ہُوا کہ جس کی رُو سے عورتوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہُوا۔ اس قانون کے بعد اسی لاکھ عورتیں ووٹ دینے کے قابل قرار دی گئی ہیں اور جن پیشوں سے انہیں خارج رکھا جاتا تھا انہیں اختیار کرنے کی اب اجازت حاصل ہو گئی ہے اب عورتیں مجسٹریٹی کرتی ہیں ✤

یہ آزادی نئی ہے جو صرف جنگ کی خدمات حسنہ کے صلہ میں عورتوں کو دی گئی ہے اس سے پیشتر وہ اس کی اہل نہ کہی جاتی تھیں اب سے دس بارہ برس پہلے جب پارلیمنٹ میں عورتوں کو حقوق دیئے جانے پر مسودہ پیش ہؤا تو ارکان حکومت میں اختلاف تھا۔ مگر جنگ سے جمہور کے خیالات کو بہت وسعت حاصل ہوئی ہے۔ گو یوں سے عورتیں حقوق کیلئے جدّ و جہد کر رہی تھیں مگر مردوں کی تنگدلی سے وہ اپنے اصل استحقاق سے محروم رہیں۔ لیکن یورپ میں اب عورتوں کو مساوات کا درجہ حاصل ہوگیا ہے ٭

ہندوستان میں تعلیم یافتہ عورتوں نے پولیٹکل حقوق کا مطالبہ شروع کر دیا ہے چند سال ہوئے جب مسوّدہ اصلاحات پارلیمنٹ میں تھا تو مسز سروجنی نائیڈو صاحبہ نے عورتوں کیلئے ووٹ کا مطالبہ کیا۔ مشترکہ کمیٹی نے یہ قرار دیا کہ ہندوستان کی کونسلوں کے اراکین جیسا مناسب سمجھیں اس مسئلہ کو حل کریں اگر ان کے نزدیک مناسب ہو تو عورتوں کو ووٹ دیئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔ خیر اہم اس مسئلہ کی بابت کوئی رائے زنی نہیں کرینگے کیونکہ اس مضمون کا یہ منشاء نہیں کہ عورتوں کو ووٹ ملنے کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا جائے یا اس کی مخالفت کیجائے ٭

بابل کی سلطنت قدیم زمانہ میں بہت شاندار سمجھی گئی تھی شہر بابل کا محل وقوع قط العمارہ سے پچاس ساٹھ میل جنوب مشرق کی طرف مقابلہ کے قریب میں ہے۔ آج سے پانچ ہزار برس پہلے یہ ملک تہذیب و تمدّن کا مدّعی تھا۔ نینوہ اس کا دارالصدر تھا جو موصل سے سات میل مشرق میں واقع ہے۔ یونانیوں نے اس سارے علاقے کو مسوپوٹامیہ کا نام دے دیا تھا جو اب عراق عرب کے نام سے مشہور ہے۔ ان ملکوں اور وہاں کے بادشاہوں کے نام عیسائیوں کی مذہبی کتاب بائبل میں کئی جگہ آئے ہیں۔ بائبل کے بیانات کو عالموں نے خرافات قرار دیا ہے اور ہیروڈوٹس (جو یونان کا مشہور سیاح اور مؤرخ تھا) کی چنداں پروا نہ کی۔ اس وجہ سے بابل وغیرہ صرف نام تھے اور وہاں کے باشندوں کی موہوم اور افسانوں کا تذکرہ تصوّر کی جاتی تھی۔ لیکن زمانہ حال کی تحقیقات سے ان کے معتبر اور حقیقی حالات ان کی اپنی تحریروں سے عیاں ہوئے ہیں جن کی بنا پر ان کی تاریخ مرتب کی گئی ہے پرانے کھنڈروں اور مٹی کے تودوں کے نیچے سے ہزاروں قسم کی تحریریں برآمد ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں بابل، نینوہ اور دیگر شہروں کو جو اب مٹّی کے ٹیلے نظر آتے ہیں کھودنے سے سکّے، کتبے، تحریریں۔ تصویریں اور بیسیوں مختلف قسم کی چیزیں برآمد ہوئی ہیں کہ جن سے نابود قوموں کی تمدّنی حالت بخوبی عیاں ہے تحقیقات کا کام اب بھی جاری ہے۔ برطانیہ۔ فرانس اور جرمنی میں بیسیوں سوسائٹیاں قائم ہیں جو بابل نینوہ اور دیگر علاقوں میں آثار قدیمہ کی تحقیقات

کر رہی ہیں اور ہر سال لاکھوں روپے مدفون شہروں کے کھودنے پر صرف کیئے جاتے ہیں۔ نئی نئی چیزیں اور تحریریں برآمد ہو رہی ہیں کہ جن سے پُرانے زمانے کے تمدنی حالات پر بہت مفید اور دلچسپ روشنی پڑ رہی ہے۔ ذیل میں ایک تازہ دریافت کا ذکر ہے کہ جس سے ملک بابل کی عورتوں کی تمدنی حالت اور تعلیم و تربیت کے شوق پر بہت گہری روشنی پڑتی ہے۔ پروفیسر اے۔ ایچ سائیس ایک ولائیتی اخبار میں لکھتے ہیں:۔

”پُرانے زمانے کی مشرقی دُنیا ہماری دُنیا سے بہت مشابہ تھی۔ اس زمانہ کے لوگ ہماری طرح کمیکل اختراعات سے آشنا نہ تھے نہ ریلوے تھی نہ تار تھی اور نہ ٹیلیفون وغیرہ تھے مگر تہذیب میں ہماری طرح تھے بلکہ ہم سے بھی بہتر تھے۔ تربیت عقلی و اخلاقی سے ہر کس و ناکس بہرہ اندوز نہیں ہوئے اور اس لحاظ سے چار ہزار برس پہلے کے اہل بابل بخوبی آراستہ تھے اور وہ ہم سے کسی طرح کم نہ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی ولادت سے چند صدیاں پیشتر بابل میں ایک شاہی خاندان برسر حکومت تھا اس کا سکّہ اور لوہا بحیرہ روم اور کوہستان فارس تک مانا جاتا تھا مشرقی ایشیاء کوچک میں تین میل کے فاصلہ پر بابلیوں کی ایک نوآبادی تھی جو کچھ فوجی اور کچھ تجارتی تھی اس بستی کا نام بورس تھا وہاں سے تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ بہت سی لوحیں کچی مٹی کی خط میخی سے منقش برآمد ہوئی ہیں جو سنہ ۹۴۰ ق۔م کی ہیں ان کا شمار سینکڑوں سے بھی متجاوز ہے بعضوں میں تجارتی خط و کتابت کی ہے اور بعضوں میں قانونی معاملات کا ذکر ہے۔ نوآبادکاروں میں کثیر تعداد آسوریہ کے باشندوں کی تھی کیونکہ اس وقت وہ ملک بابل کا ایک صوبہ تھا اور نوآبادی کی طرز حکومت بھی جمہوری تھی بادشاہ کا اختیار برائے نام مانا جاتا تھا بلکہ ہر ضلع کا ایک حاکم تھا جو ”شہزادہ“ کہلاتا تھا اور شہر کا حاکم ”قاضی“ کہلاتا تھا۔ اس کے سوا ایک اور حیرت انگیز بات بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ضلع اور شہر کے مرد حاکموں کے پہلو بہ پہلو عورتیں حاکم بھی ہوتی تھیں۔ جو ”شہزادی“ یا ”قاضیہ“ کہلاتی تھیں ان کا اختیار مرد حکام کے برابر تھا۔ ان لوحوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کے حقوق اور مسئلہ اہل بابل نے بڑی کامیابی سے حل کر لیا تھا۔ کیونکہ انہیں وہی حقوق جائیداد اور تجارت اور بیوپار کرنے کی آزادی مردوں کے برابر حاصل تھی وہ اپنی جائیداد کو وصیّت کے وسیلے سے جسے چاہتیں دے سکتی تھیں۔ اس کا فیصلہ کرنے کا انہیں وہی اختیار حاصل تھا جو مردوں کو تھا حکومتی معاملات میں مردوں جیسے حقوق حاصل تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیزن طبقہ کی عورتوں کے جو افسانے مشہور تھے وہ ایک قسم کی صداقت پر مبنی تھے اور اصل یہ ہے امیزن کا

152

عورتوں کا ملک بھی اس سرزمین پر واقع تھا عورتوں کے حقوق اور آزادی کے ساتھ ان کی تعلیم و تربیت بھی لازم و وابستہ ہوتی ہے اور یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب عورتوں کو بابل والوں نے اسقدر آزادی دے رکھی ہو تو ان کی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو۔ مگر بوآسی کے کھنڈروں سے جو بات حال ہی میں ظاہر ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہاں پر عورتوں کی ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیم گاہ بھی ایک لوح میں عورتوں کے کالج اور یونیورسٹی کا ذکر ہے جو بوآسی کے قرب میں واقع تھی اسی واسطے اس کا نام عورتوں کا قصبہ پڑ گیا تھا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ لوحوں میں زیادہ تحریریں نہیں کہ جن سے طریقہ تعلیم اور نصاب اور دیگر نسوانی تعلیم کی باتوں پر معقول روشنی پڑے مگر باقی لوحوں میں اور معاملات کا ذکر ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بہت سی تمدنی باتیں ہمارے زمانے سے ملتی جلتی ہیں۔"

اس مختصر بیان سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ اب سے چار پانچ ہزار برس پہلے بابل کے لوگ تہذیب کے سرمایہ دار اور تمدن کے جملہ لوازم سے بہرہ ور اور راحت اور آسائش کی باتوں سے آراستہ شائستہ زندگی بسر کرنے کیلئے۔ جو معیار بھی تمدن کا قائم کیا جائے اس کی رو سے بابل نینوہ کے لوگ متمدن ثابت ہوتے ہیں کیا باعتبار عورتوں کی تمدنی حیثیت کے اور کیا بلحاظ معاشرت کی شستگی اور حکومت کی آئینی باقاعدگی علوم و فنون کی ترقی اور پیشہ کی خوش اسلوبی کے وہ اول درجہ کے مہذب ثابت ہونگے ۔

الراقم۔ ایس احمد خان (احمدی) معرفت ڈاکٹر محمد طفیل خان ایم۔ ڈی محلہ دار الفضل (قادیان)

سر میاں فضل حسینؒ کی وفات

جانباز سپاہی میدان جنگ میں مارا گیا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(از قلم عبد الوہاب عمر)

۹ر جولائی بروز جمعرات ساڑھے دس بجے رات میاں سر فضل حسین وزیر تعلیم پنجاب فوت ہوئے۔ مَیں نے مرحوم کو سب سے پہلے بچپن میں دیکھا تھا۔ جب آپ نے لاہور میں حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک لیکچر کی صدارت فرمائی تھی۔ آپ کو اس روز ایک ضروری کام تھا مگر پھر بھی آپ جلسہ کی صدارت کے لئے تشریف لے آئے آپ نے مختصر صدارتی تقریر کی پھر حضرت فضل عمر سے اجازت لے کر چلے گئے۔

صدارتی تقریر میں آپ نے فرمایا "مَیں بھی اس ضلع کا باشندہ ہوں جس ضلع کے حضرت امام جماعت احمدیہ ہیں۔ میرے تعلقات قادیان سے نئے نہیں بلکہ اس زمانہ کے ہیں جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی زندہ تھے اور مَیں ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا" آپ نے حضرت فضل عمر کے علمی شغف اور اسلامی مسائل پر وسعت نظر کی بہت تعریف فرمائی ۔

میاں سر فضل حسین احمدی نہ تھے - مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گو نہ حسن عقیدت رکھتے تھے - اوائل میں قادیان، سیالکوٹ پھر سنہ ۱۹۰۸ء لاہور میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے - ایک دفعہ آپ سیالکوٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے جا رہے تھے کہ راستہ میں ڈاکٹر شیخ سر محمد اقبال سے ملاقات ہوگئی۔ اس زمانہ میں ڈاکٹر صاحب کو بھی حضرت مسیح موعودؑ سے اخلاص تھا اور ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخالف سعد اللہ لدھیانوی کے خلاف ایک نظم بھی لکھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو میاں صاحب نے جواب دیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے ملنے۔ ڈاکٹر صاحب بھی ساتھ ہولئے - میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت سی باتیں دریافت کیں۔ جن کے جواب حضورؑ نے دیئے ×

میاں صاحب کے والد صاحب کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گو نہ عقیدت تھی اور وہ میاں صاحب کے لئے دعا کرانے کیلئے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی لائے تھے ×

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے تعلق

میاں سر فضل حسین جب گورنمنٹ آف انڈیا سے ریٹائر ہونے والے تھے تو آپ کو اپنی جانشینی کے لئے ایک ایسے آدمی کی تلاش تھی جو مسلمانوں کے لئے درد مند دل رکھتا ہو آپ کی نظر انتخاب چوہدری صاحب پر پڑی۔ گول میز کانفرنس میں کام کرنے کی وجہ سے وزیر ہند تو چوہدری صاحب کے پہلے ہی قائل ہو چکے تھے۔ ساتھ ہی میاں صاحب کی تائید بھی شامل ہو گئی۔ احراری مزاج چند مسلمانوں کا ایک وفد شملہ میں جناب میاں صاحب سے ملا۔ اور کہا کہ آپ کوشش کریں کہ چوہدری صاحب ممبر مقرر نہ ہوں۔ میاں صاحب کی عادت کہ مخالف کی بات ہمدردی سے سنتے اور پھر دلیل سے اسے سمجھانے کی کوشش کرتے اگر وہ پھر بھی نہ سمجھتا تو پھر صاف جواب دیدیتے۔ چوہدری صاحب کے معاملہ میں بھی انہوں نے مخالف فریق کی سب باتوں کو توجہ سے سنا پھر ان کے مشن کی کمزوری انہیں سمجھائی جب وہ اپنی ضد پر اڑے رہے تو پھر ان کو صاف جواب دیدیا اور کہا میں آپ کو ظالم سمجھتا ہوں اور ظفر اللہ خاں کو مظلوم ×

بیٹے کی موت کا داغ

میاں نعیم حسین انگلستان میں فوت ہو گئے۔ جناب چوہدری صاحب نے تیمارداری میں شفقت پدری کا سا سلوک کیا۔ احراریوں نے شور مچایا کہ چوہدری صاحب نے میاں صاحب کے لڑکے کا جنازہ نہیں پڑھا۔ جب چوہدری صاحب ولایت سے واپس آئے تو میاں صاحب استقبال کے لئے دہلی سٹیشن پر گئے۔ دونو دوستوں نے گلے ملکر دل کی بھڑاس نکالی۔ میاں صاحب اور چوہدری صاحب گلے ملکر دیر تک آنسو بہاتے رہے ×

153

احرار کی مخالفت

احرار نے مشہور کیا کہ میاں صاحب احمدی ہیں اور اس طرح عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کی۔ یہ وہ شرارت کا طوفان تھا جس کی رو میں اصول پرستی کا ادعا کرنے والی بہت سی شخصیتیں بہ گئیں۔ اور اس پروپیگنڈا کی تاب نہ لاسکیں مثلاً "عبداللہ یوسف علی" اور مسٹر کے۔ ایل گوبا مگر واہ رے میاں فضل حسین احمدی نہ تھے مگر یہ گوارا نہ کیا کہ احمدیوں کو برا کہیں وہ جس مسلک کو صحیح سمجھتے تھے مرتے دم تک اس پر قائم رہے ۞

حضرت فضل عمر کا اظہار تعزیت

میاں صاحب کی یہ وہ ادا ہے جس کا مجھ پر بلکہ سب احمدیوں پر گہرا اثر ہے۔ اسی خوبی کی وجہ سے حضرت فضل عمر نے مسجد اقصیٰ کے منبر پر میاں صاحب کی تعریف کی اور وفات پر اظہار افسوس

عالمگیر ماتم

سارا ہندوستان میاں صاحب کی اچانک موت پر ماتم کر رہا ہے۔ اُمت مسلمہ اپنے اس محسن لیڈر پر جس نے اپنی صحت اور زندگی کو ان پر قربان کر دیا آنسو بہا رہی ہے۔ جب آپ زندہ تھے تو کسی کو آپ کے صحیح کام کا اندازہ نہ تھا جب موت کے سرد ہاتھ نے اس محترم اور محبوب ہستی کو ہم سے جدا کر دیا تب جا کر پتہ لگا کہ قومی زندگی میں کتنی کمی آگئی۔ جنگ عظیم کے بعد دو لیڈر ہندوستان کی پبلک زندگی میں نمودار ہوئے گاندھی اور فضل حسین۔ دونوں نے جدا جدا راستہ اختیار کیے۔ ایک نے عدم تعاون اور دوسرے نے تعاون کا۔ اب کانگرس نے بھی راستہ بدلا اور میاں صاحب کے راستہ پر آگئی۔ اگر میاں صاحب بھی وہی راستہ اختیار کرتے جو گاندھی جی نے اختیار کیا تھا۔ تو بیشک عوام کے لیڈر بنجاتے اور پنڈت جواہر لعل جیسی شہرت اور ہر دلعزیزی پاتے۔ مگر آپ نے گاندھی جی کی تخریبی راہ چھوڑ کر تعمیری کام کا بیڑا اٹھایا اور آپ کے سلجھے ہوئے دماغ نے فیصلہ کیا کہ گورنمنٹ مشینری کو تصرف میں لا کر اس سے ملک و قوم کی خدمت کرنی چاہیئے۔ کیا میاں صاحب کی یہ قربانی معمولی ہے کہ آپ نے ہر دلعزیزی اور واہ واہ کا رستہ چھوڑ کر وہ راہ اختیار کی جو ملک و قوم کے لئے زیادہ مفید تھی۔ اس راستہ میں آپ نے اپنی ذات کو مطاعن کا ہدف بنایا مگر اپنے مسلک سے ایک برابر بھی انحراف نہ کیا ۞

میاں صاحب مرحوم کے دشمن

ایک جرمن فلاسفر کا قول ہے کہ وہ شخص قابل رحم ہے جس کا کوئی دشمن نہ ہو۔ میاں صاحب سمجھتے تھے کہ اگر چھکڑے کا ایک بیل بیمار اور کمزور ہو تو چھکڑا چل نہیں سکتا۔ اگر ہندو ترقی کر جائیں اور مسلمان درماندہ رہ جائیں تو ہندوستان منزل ترقی پر کبھی گامزن نہیں ہو سکتا۔ پنجاب کا وزیر بنتے ہی آپ نے اس صوبہ کی درماندہ اقوام

کی ترقی کے لئے کوشش شروع کر دی۔ اس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ پس پھر کیا تھا ہندو جنہوں نے تمام ملازمتوں پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے۔ ان کو اپنی اجارہ داری خطرہ میں نظر آئی تو انہوں نے میاں صاحب کو بُرا کہنا شروع کیا۔ ہندو پیپرس میں آپ کو

اورنگ زیب

کے نام سے یاد کیا گیا اور بتایا گیا کہ آپ ہندوؤں کو بیخ و بُن سے اُکھاڑنا چاہتے ہیں۔ مگر میاں صاحب نے انصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہندو اور سکھ سب اس عظیم الشان انسان کے ماتم میں شریک ہیں۔ کل تک دشمنی تھی مگر اب سب آنکھیں مل رہے ہیں کہ کیسی قیمتی ہستی موت نے ہم سے جُدا کر دی۔ آپ ایک دفعہ انگلستان تشریف لے گئے

احمدیہ مسجد لنڈن

میں مولانا درد نے آپ کو دعوت دی۔ اس موقعہ پر مولانا درد نے اپنے ایڈرس میں معزز مہمان کی اسلامی خدمات کا ذکر کیا اور بتایا کہ آپ نے مُسلم درماندہ قوم کی بیش قیمت خدمت سرانجام دی ہے۔ میاں صاحب مرحوم نے جواب میں تقریر کی اور کہا کہ میں مولانا درد سے اس بات میں اتفاق نہیں رکھتا کہ میں نے خصوصیت سے مسلمانوں کی کوئی خدمت سرانجام دی ہے۔ میری نیت تھی کہ میرے ملک کی کوئی قوم پیچھے نہ رہے میں نے تمام درماندہ اقوام کی ترقی کے لئے کوشش کی۔ یہ درست ہے کہ ان میں مسلمان بھی آگئے میں نے کوئی قدم ایسا نہیں اُٹھایا جس کا فائدہ صرف مسلمانوں کو پہنچا ہو اور دوسری درماندہ اقوام اس میں برابر کی شریک نہ ہوں۔ آپ کی موت پر مسٹر گاندھی، پنڈت جواہر لعل اور دیگر تمام سرکردہ لیڈروں اور حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں سب نے خراج تحسین پیش کیا ہے:

مسز سروجنی نیڈو

نے اپنے بیان میں بتایا ہے کہ "میاں صاحب ایک سچے محب وطن اور قوم پرست انسان تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کا راستہ اور طریق وہ نہ تھا جو عام طور پر اختیار کیا جاتا ہے۔ آپ ہندوستان سے محبت کرتے تھے اور اپنی تمام اعلیٰ طاقتوں کے ساتھ اس کی خدمت کرتے تھے"۔ جس طرح ایک طالب علم کا

آخری امتحان

قریب ہو اور وہ دن رات اس کے لئے تیاری کر رہا ہو اسی طرح یہ کمزور اور نحیف انسان فائلوں کا کیڑا بنا رہتا۔ جب ایک پہلو تھک جاتا تو بیماری کے ایّام میں نوکر آپ کا دوسرا پہلو بدل دیتا میری تحریر سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ کیفیت مرض الموت میں تھی بلکہ آپ بیس سال سے سل دِق کے عارضہ میں مبتلا چلے آتے تھے۔ میں دو سال ہوئے شملہ گیا تو ایک دوست نے یہ کیفیت بیان کی

ع جو چل اُٹھاتے ہے پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

اس لحاظ سے یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ میاں صاحب مرحوم نے اپنے خون کا آخری قطرہ اپنی صحت اور اپنی اعلیٰ قوتیں اور سب طاقتیں مادر وطن پر قربان کر دیں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مجھے یقین ہے کہ مرض الموت کی غشی میں بھی اس خادم وطن کا دل خدمت وطن کے اعلیٰ جذبات سے معمور ہوگا اور دماغ کے غیر مرئی اور غیر محسوس حصہ میں یہی خیالات چکر لگا رہے ہونگے جس طرح

انگریزی فوج کا جرنیل نیلسن

مرتے دم تک عرشۂ جہاز پر بحری فوج کی کمانڈ کرتا رہا اسی طرح میاں صاحب کی قوت نحیف، کمزور اور بیمار جسم سے علیحدہ ہو رہی تھی مگر پھر بھی آپ نے ایک بہادر سپاہی کی طرح بندوق ہاتھ سے نہیں چھوڑی حتّٰی کہ وہ خود ہاتھ سے گر گئی یقیناً آپ کی موت

میدان جنگ میں

ایک معزز سپاہی کی شاندار موت تھی۔ میاں صاحب اب اُس دنیا میں ہیں جہاں کشمکش نہیں۔ ہر ہندوستانی آپ کے قدموں پر عقیدت کے پھول نثار کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی حکمتوں کو خود جانتا ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے نازک وقت میں ملک کو میاں صاحب کی ضرورت تھی اور اس موقعہ پر مادر وطن کے اس لائق فرزند کا ہم سے اُٹھ جانا ملک و ملت کی بدقسمتی ہے ٭

ترقی مصباح کے متعلق چند تجاویز

اس وقت میں اپنی عزیز "مصباحی" بہنوں کی خدمت میں ترقی مصباح کے متعلق چند تجاویز پیش کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ مصباحی بہنیں ان پر ضرور عامل ہونگی .... اگر ہماری بہنیں ان تجاویز کو پڑھ کر اس پر عامل ہونگی تو میرے خیال میں مصباح بہت جلد ترقی کی طرف قدم اُٹھائیگا اور عورتوں میں ایک مبلّغ کی حیثیت سے کام کر سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) پہلی تجویز جو میں پیش کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ ہر ایک وہ بہن جو کہ مصباح کی خریدار ہے خواہ وہ ایک ہے یا دو اور ان کے شہر میں لجنہ اماء اللہ بھی قائم ہے تو ان بہنوں کو چاہیئے کہ وہ لجنہ کی میٹنگوں میں چاہے مضمون لکھ کر یا پرائیویٹ طور پر حاضرات کو اس کی خریداری کی طرف متوجہ کریں مگر کیا ہی بہتر ہو کہ بجائے کسی اور کے لجنہ کی سکرٹری یا پریذیڈنٹ اس کی خریدار بننے کی تحریک کریں تو میرے خیال میں زیادہ اچھے نتائج نکل سکتے ہیں کیونکہ عہدہ دار اور خصوصاً پریذیڈنٹ و سکرٹری کی بات پر کان دھرنا ضروری ہوتا ہے اس لئے ہر بہن ان کی بات ماننے کو تیار ہوگی ٭

مگر یہ تحریک محض ایک دفعہ کہنے کے بعد میں خاموشی نہ اختیار کرنی چاہیئے بلکہ ہر بار اسے

دُہرایا جائے اور ان کے سامنے مصباح کے فوائد کو احسن طریق پر بیان کیا جائے کہ اس کے خریدنے یا پڑھنے سے ہمیں بہت سے فائدے ہیں کیونکہ اس میں ہر طرح کے مضمون شائع ہوتے ہیں جس سے کہ ہماری دنیا بھی اور آخرت بھی سنور جاتی ہے اس کے پڑھنے سے اعتراضوں کے جواب بھی معلوم ہو جاتے ہیں جو کہ ضرورت کے وقت بہت مفید معلوم ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ،

(۲) پھر دوسری تجویز یہ ہے کہ مصباح کی ہر ایک خریدار کو چاہیئے کہ وہ یہ عہد کرلے کہ امسال میں مصباح کے لیے ضرور کوئی نہ کوئی خریدار بناؤنگی اگر زیادہ نہیں تو ایک ہی کا عہد کرلیں اور پھر بہتر ہوگا کہ لجنہ کی میٹنگ میں سب خریدار مل کر متفقہ طور پر یہ عہد کریں اور اس سے پھر ایڈیٹر صاحب کو مطلع کر دیا جائے تاکہ جو بہن اپنا یہ عہد بھول جائے اسے مصباح کی طرف سے یاد دہانی کرائی جائے۔ اس طرح سے بھی اس کی خریداری بہت بڑھ سکتی ہے جو کہ ہمارے لئے ایک خوشی کا مقام ہے ؛

(۳) نیز وہ بہنیں کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے دولتمند ہیں انہیں چاہیئے وہ اپنے پاس سے کسی نادار بہن کے نام مصباح جاری کرا دیں اور اس طرح ثواب حاصل کریں یا بغرض تبلیغ کسی غیر احمدی کے نام ہی جاری کروائیں میں سمجھتی ہوں کہ اس تحریک میں لجنات اماء اللہ سب سے بڑھ کر شامل ہو سکتی ہیں اور وہ اس طرح سے کہ لجنہ کا کام تبلیغ کرنا ہے اسلئے اس کی ممبرات کو چاہیئے کہ وہ اپنے ماہوار چندہ کی طرح مصباح فنڈ بھی قائم کریں اور اس طرح سے وہ اپنی بعض غیر احمدی سہیلیوں یا کسی رشتہ دار عورت کے نام مصباح جاری کرا دیں اور یہ تبلیغ کا ایک آسان ذریعہ ہے جو کہ لجنات کو ہاتھ آجائے گا ؛

کیونکہ بعض بہنیں چاہتی ہیں کہ ہم مصباح کی کچھ خدمت کریں۔ مگر وہ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی اس خواہش کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتیں پس ان کے لئے قربانی کرنیکا یہ آسان ذریعہ ہے ...... اگر کسی جگہ کوئی بھی ایسی خاتون نہیں کہ اس کے نام پرچہ جاری کرایا جائے تو پھر سالم "مصباح فنڈ" کی رقم اس کے دفتر میں اسلئے بھیجدی جائے تاکہ یہ کسی اور مقام کی بہن کے کام آئے ؛

(۴) پھر چوتھی بات یا تجویز یہ ہے کہ اس کے متعلق بھی ایک حد تک لجنہ اماء اللہ ہی مدد کر سکتی ہیں اور وہ اس طرح کہ جس میٹنگ میں جو مضامین پڑھے جائیں اگر وہ مفید ثابت ہوں تو ان میں سے اوّل تو خود ہی لکھنے والی بہن بھیجدے وگرنہ پریذیڈنٹ صاحبہ خود ہی لکھکر اسے مصباح میں بغرض اشاعت بھجوا دیں تاکہ دوسری بہنیں بھی ان سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

مگر میں تمام بار لجنات پر ہی نہیں ڈالتی بلکہ اپنی تمام احمدی بہنوں کو اس طرف متوجہ کرتی ہوں کہ وہ خود ہی بغیر کسی تحریک کے مضامین لکھیں اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کی کوشش کریں۔ اور کسی سے لکھا کر بھیجنا تو محض نام کرانا ہوگا۔ گو اس طرح سے دوسری بہنیں تو فائدہ اٹھائینگی مگر بھیجنے والی کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا ۔

اہل علم خواتین خاص طور سے خیال رکھیں کیونکہ جماعت احمدیہ میں تعلیم یافتہ عورتیں کافی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے ہمارے لئے ڈگریاں حاصل کرنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں جب تک کہ اپنے علم سے دوسروں کو افاضہ نہ کریں ہماری بہنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ علم کس کام کا جس سے دوسروں کو فائدہ نہ پہنچایا جائے ۔

اس بارے میں جہاں میں اپنی بہنوں کو کہونگی وہاں میں جماعت احمدیہ کے مردوں کو بھی اس طرف متوجہ کرتی ہوں کہ وہ اپنے علم سے اپنی بہنوں کو فائدہ پہنچائیں۔ اور اپنے اثر خداداد سے کام لے کر اپنے اپنے گھروں میں مصباح جاری کرائیں

الغرض میری یہ چار مختصر تجاویز ہیں جو میں نے بیان کردیں۔ ممکن ہے کہ میری اور بہنیں بھی اپنی اپنی قیمتی رائے ظاہر فرمائیں گی نیز امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب بھی میری ان تجاویز کے ساتھ متفق ہونگے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مصباح کو ترقیات عطا کرے اور ہمیں اس کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین ۔

راقمہ احمدی بیگم احمدی سہارنپور یو۔پی

امورِ خانہ داری

اُونی کپڑے کو دھونا

کسی اُونی کپڑے کو دھونے سے پیشتر اس کو ایک باریک ململ کی تھیلی میں باندھ لیا جائے۔ پھر اسے نیم گرم صابن گھلے پانی میں ڈبو دیا جائے۔ پھر ہلکا ہلکا نچوڑ کر صاف ٹھنڈے پانی میں کھنگال لیا جائے۔ نچوڑ کر اسی طرح تھیلی ہی میں دھوپ میں سوکھنے کیلئے لٹکا دیا جائے۔ کچھ دیر بعد تھیلی اُتار کر اچھی طرح جھاڑ لو۔ اس طرح کپڑے کی لمبائی اور شکل بگڑنے کا احتمال نہیں ہوتا جیسا کہ دوسری طرح دھونے کے بعد عموماً دیکھنے میں آتا ہے ۔

اگر کوئی بچہ پن یا سوئی نگل جائے تو اسے ڈبل روٹی اچھی طرح مکھن لگا کر کھلا دو۔ لیکن مکھن کے نیچے اونی ریشے چپکا دیئے جائیں اس طرح پن وغیرہ کسی انتڑی یا معدے میں زخم نہیں کریگا ۔

چائے یا کافی کے داغ سوائے مخمل کے ہر ایک کپڑے سے انڈے کی زردی ملنے سے دُور ہو جاتے ہیں۔ داغ دُور کرنے کیلئے کسی نرم کپڑے کی گدی سے زردی مل دیں۔ پھر نیم گرم صابن گھلے پانی میں ڈال کر خوب کھنگال لیں ۔

گرگابی۔ جوتی کے اندر کی طرف صاف کرنیکے لئے ایک سلائی کے ساتھ اسپنج باندھ کر ہلکا ہلکا امونیا پالش کردیں لیکن احتیاط رہے کہ امونیا اچھی طرح خشک ہونے کے بعد گرگابی میں پاؤں ڈالیں ۔

لجنہ اماء اللہ راولپنڈی

الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ راولپنڈی اپنی اصلاح اور ترقی کی طرف سُرعت سے قدم بڑھا رہی ہے۔ اور ممبرات میں اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ لجنہ کے ماہوار جلسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں تعلیم یافتہ خواتین مختلف موضوعات پر اپنے اپنے مضامین سُناتی ہیں۔

ماہ جولائی کے آغاز میں ایک غیر معمولی جلسہ سے ابتدا ہوئی جس میں میاں محمد امیر صاحب امیر جماعت نے بھی تقریر فرمائی تھی۔ ۲-۸-۳۶ کو راقمہ کے مکان پر ماہواری جلسہ کا انعقاد ہُوا جس میں مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی:۔

تلاوت قرآن کریم۔ زوجہ ایم کے عبد الرحمٰن صاحب۔

نظم۔ زوجہ چوہدری ظہیر احمد صاحب و زوجہ ایم۔ کے عبد الرحمٰن صاحب

مضمون۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور نصائح برائے جماعت احمدیہ } زوجہ بابو عبد الرؤف صاحب اور زوجہ مرزا محمد یوسف صاحب

اس کے بعد راقمہ کے شوہر مرزا محمد حسین صاحب نے ایک گھنٹہ بھر دلچسپ تقریر کی جس کے دوران میں طبقۂ نسواں کے درجہ کو بلحاظ تعلق باللہ مردوں سے مساوی ثابت کیا گیا اور احمدی مستورات کو اُن کی قومی اور دینی اہم ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے تحریک جدید کے مطالبات پر پورا اُترنے۔ اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے اور ممبرات کے آپس میں تعلّقاتِ محبّت و مودّت کو پُختہ کرنے۔ اور اولاد کی مکمّل غور پرداخت کرنے پر بالخصوص زور دیا گیا۔ اس کے بعد بعض بہنوں کی تحریک پر سکرٹری لجنہ کے از سرِ نو انتخاب کا معاملہ پیش کیا گیا۔ تمام بہنوں نے بالاتفاق یہی فیصلہ کیا کہ حسبِ سابق عاجزہ راقمہ ہی اس خدمت کو سر انجام دے۔ جماعت کی دیگر لجنات اور مخلص بہنوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ راولپنڈی کی لجنہ کے استحکام اور ترقی کے لئے دُعا کریں اور ہماری راہنمائی کے لئے اپنی سرگرمیوں سے مطلع رکھیں۔ والسّلام

عاجزہ امۃ الحی سیکرٹری لجنہ۔ راولپنڈی

بقیہ صفحہ ۱۷ اُمورِ خانہ داری

کمرے میں مکھّیاں تنگ کرتی ہوں تو لوینڈر کا تیل استعمال کرو۔ ایک بڑا سا پیالہ لیکر اس میں کھولتا پانی ڈال دیں۔ پھر اس میں لوینڈر کے تیل کے ایک درجن کے قریب قطرے ٹپکائیں اور کمرے میں رکھ دیں۔ انسانوں کو خوشبو بھلی معلوم ہوگی لیکن تمام مکھّیاں فوراً کمرہ خالی کر دینگی ؛

اگر کسی دری میں شکن پڑ جائے اور ہاتھ سے صاف نہ ہو سکے تو اس پر گیلا سفید کپڑا رکھ کر استری کر دو شکن دُور ہو جائیگا ؛ (ج - ۵)

156

ریویو

صداقت احمدیت

وہ معرکۃ الآرا تقریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۹ر فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو غیر احمدیانِ لاہور کے لئے فرمائی۔ محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان سے ایک روپیہ کے ۲۰ رسالے منگوائیے فی کاپی ایک آنہ ؛

ابوالفضل محمود کے کارنامے

اشاعت ہدایت و دین الحق کے سلسلہ میں مولانا ابوالفضل محمود نے یہ کار نمایاں کیا ہے کہ اجازت لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چھوٹی چھوٹی تصانیف کو برائے نام قیمت پر شائع کر رہے ہیں۔ حال میں آپ نے الوصیۃ عکسی شائع کی ہے نہایت دیدہ زیب اور ضرورۃ الامام جو ۹۲ صفحے کا رسالہ ہے دونو ایک ایک آنے کو۔ دُرِّ ثمین اردو ۱۶۶ صفحے صرف دو پیسے میں۔ احباب کثرت سے منگوا کر اپنے تبلیغی فرائض سے سبکدوش ہوں ؛

سودیشی ریل

ہندوستان کے مشہور و معروف مزاح نگار حضرت شوکت تھانوی نے حال ہی میں اپنا وہ مقبول عام مضمون جو سنہ ۱۹۳۰ء میں رسالہ نیرنگ خیال لاہور میں چھپا تھا اور جو ۷، ۸ مرتبہ چھپ چکا اور کئی ایک زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ مناسب ترمیم و کافی اضافہ کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ آپ کو لطافت نگاری اور ظریفانہ انشاء پردازی میں وہ کمال حاصل ہے کہ ملک کے مسلّمہ ادباء نے دل کھول کر داد دی ہے۔ کیا مجال ہے کہ باوجود فاش گفتاری کے ذرا بھی فحش نگاری ہو۔ یا کوئی فقرہ ایسا زبان قلم سے نکل جائے جو صنف نازک کے بھی کسی اعلیٰ سے اعلیٰ مہذب خاندانی طبقے میں پڑھنے کے قابل نہ ہو۔ آپ نے سودیشی ریل میں یہ دکھایا ہے کہ ہم پر جو حکومت کر رہے ہیں ان میں کیا اوصاف ہیں جن کی وجہ سے وہ اس فضل الٰہی کے حامل ہوئے۔ اور ہم لوگوں میں کیا کیا نقص ہیں جن کی موجودگی میں ہم مردوں کی تمنا ایک آرزوئے ناتمام بن کر رہ گئی ہے۔ اس اعتبار سے آپ ایک بہت بڑی ملکی و سیاسی خدمت بجالائے ہیں جس کی جتنی بھی قدر کی جائے تھوڑی ہے اسی لئے باوجود ایک روپیہ بے جلد عہ مجلد قیمت کے مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں۔ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ رسالہ کا کاغذ ڈمی۔ کتابت طباعت نہایت دیدہ زیب و خوشنما ہے اور انداز تحریر کی نسبت تو کہہ چکا ہوں کہ خوش اسلوب و دلربا ہے۔ اس رسالہ کے مضمون فصاحت مشحون اور معنی خیز ظرافت کی قدر افزائی ہمارے امام ہمام بھی ایک خطبہ میں فرما چکے ہیں اور مکرّم معظم سر ظفر اللہ خان کے نام نامی سے اس کا انتساب دونو باتیں قابل مصنّف کے لئے بجا طور پر وجہ افتخار ہیں ہم صدق دل سے اپنے کرم فرما شوکت صاحب کو اس پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ؛

خریداران بیرون ہند

چونکہ بیرون ہند کے خریداروں کو وی پی نہیں جا سکتے اس لئے وہ اپنے اپنے ذمہ کا بقایا اور چندہ سالانہ بذریعہ پوسٹل آرڈر بھجوا دیں ؛

(مینیجر)

وصایا

۵۹۴ منکہ سعیدہ بیگم احمدی زوجہ محمد اکرم خان غوری قوم شیخ عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن نیروبی پوسٹ بکس ۶۲۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ رجون ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے:-

ع۱ مہر جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے مبلغ چار ہزار شلنگ

ع۲ زیور طلائی وزنی ۲۰ تولے جو موجودہ قیمت کے لحاظ سے قریباً ایک ہزار شلنگ ہے۔ میں اپنی اس تمام جائیداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں کوئی رقم حصہ وصیت کردہ کی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد سعیدہ بیگم احمدی — گواہ شد محمد اکرم خان غوری بقلم خود خاوند موصیہ

گواہ شد شیخ مبارک احمد عفی عنہ مبلغ مشرقی افریقہ۔

۵۹۵ منکہ سکینہ بی بی زوجہ غلام حسین صاحب قوم بھٹی عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گوجرہ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ رمئی ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے:- ڈنڈیاں طلائی اڑھائی تولہ ۷۵ روپے۔ نامہ طلائی ایک تولہ قیمتی ۳۰ ـ چھپیاں نقرئی ۲۴ تولہ ۱۰ ـ مہر نقد ۲۰۰ ـ کل تخمینہ جائیداد ۳۱۵ روپے اس جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکورہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں ۱/۸ حصہ کی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں تو پھر وہی ادائیگی متصور ہوگی فقط ۶ رمئی ۱۹۳۶ء

العبد سکینہ بی بی زوجہ غلام حسین آڑھتی گوجرہ — گواہ شد غلام حسین خاوند موصیہ بقلم خود

گواہ شد عبدالعزیز آڑھتی والد موصیہ بقلم خود

۲۸۱۴ منکہ خدیجہ بیگم زوجہ محمد اسحاق صاحب قوم کھمبی راجپوت ساکن بدوملہی ڈاکخانہ بدوملہی تحصیل ناروال ضلع سیالکوٹ تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے:- کڑے طلائی یک جوڑی قیمتی دو صد روپیہ۔ چوڑیاں طلائی چار عدد قیمتی اسی روپے۔ ہار طلائی ایک عدد قیمت پونے دو صد روپے۔ مرکیاں طلائی قیمت پچیس ۲۵ روپے کل قیمت مبلغ چار صد و اسی روپے۔ نوٹ:- چونکہ حق مہر وصول ہو کر مندرجہ بالا جائیداد میں شامل ہے لہذا علیحدہ بیان میں نہیں آیا۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے چھٹے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے چھٹے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ نوٹ:- میرا گذارہ میرے خاوند کی آمد پر ہے۔ المرقوم ۱۱ مارچ ۱۹۲۸ء

العبد خدیجہ بیگم اہلیہ محمد اسحاق ٹیلیگرافسٹ گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس ہو ٹیمنگٹن روڈ ۱۸ لاہور — گواہ شد محمد اسحاق بقلم خود خاوند موصیہ

گواہ شد محمد علی بدوملوی انسپکٹر انجمن ہائے احمدیہ حال ساکن قادیان شریف

۵۶۷ منکہ عائشہ بیگم بی بی زوجہ ڈاکٹر نعمت خان صاحب پٹھان عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ ـ ۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا حق مہر ۲۰۰ روپے ہے اور کوئی جائیداد نہیں۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں ایک روپیہ ماہوار حصہ آمد داخل کرتی رہونگی اگر کوئی اور زیورات زندگی میں بنواؤنگی تو اسکے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ اور میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد ڈاکٹر نعمت خان پٹھان دارالفضل مشرقی قادیان — العبد عائشہ بی بی — گواہ شد دیانت خان ولد امان خان محرر بورڈنگ احمدیہ

مُفت مُفت مُفت

اصلی فیسرین خریدیں۔ نقلی سے بچیں

کیلوں۔ مہاسوں۔ چھائیوں کا

فیسرین رجسٹرڈ

سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں ہے۔ یہ مسلّمہ بات ہے کہ فیسرین کیلوں۔ چھائیوں۔ داغوں۔ پھُنسیوں۔ پھوڑے تلوں۔ لوکل ہور۔ خارش ایکزما وغیرہ جلد اور چہرے کی تمام بیماریوں کو مٹانے اور بدصورتی کو زائل کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ تعریفی خط ملاحظہ ہو۔ از

بیگم خواجہ جلال الدین صاحب عزیز منزل

لاہور۔ "فیسرین چہرے کیلئے سب سے بہتر کریم پائی گئی۔ مجھے فخر ہے۔ کہ ہندوستان میں بھی اب اس قسم کی چیزیں بننے لگی ہیں۔ جو انگلینڈ اور یورپ کی دوائیوں کو مات کر دیں۔ فیسرین بلاشبہ بہترین کریم ہے۔ قادرِ مطلق اس اکسیر کے موجد کو سلامت رکھے۔"

قیمت فی شیشی ایک ہی روپیہ ہے۔ لیکن آئندہ فیسرین کے ہر ایک خریدار کو فیسرین سنو قیمت ۱۲؍ دن کے سنگار کے لئے مفت دی جاوے گی۔ محصولڈاک بذمّہ خریدار۔

اہل لاہور ریلی رام اینڈ برادرس اور شیخ عنایت اللہ جنرل مرچنٹ انارکلی سے خریدیں۔

عورتوں کی تندرستی کی محافظ

UTRONE Rgd:

یوٹرون رجسٹرڈ

طبقہ نسواں کی خاص بیماریوں کا واحد علاج ہے۔ یہ ایّام ماہواری کی خرابیوں مثلاً کمی خون حیض یا زیادتی حیض۔ بندش حیض۔ حیض کا درد یا تکلیف سے آنا۔ سیلان رطوبت۔ ہسٹیریا و باؤ گولہ) درد سر۔ درد کمر۔ درد پیڑو وغیرہ کا شرطیہ علاج ہے۔ یوٹرون رجسٹرڈ مستورات کے لئے بہترین مقوّی (ٹانک) ہے۔ اور بے اولادی بیوں کو با اولاد کرنے میں اکسیر سے کم نہیں۔ خوراک قلیل۔ ذائقہ شیریں۔ قیمت دو روپیہ محصولڈاک بذمّہ خریدار ۔

فیسرین آٹو

یہ رُوح پرور۔ جانفزا۔ فرحت بخش عطر ہماری تازہ ایجاد ہے۔ قیمت چھوٹا سائز آٹھ آنہ ۸؍ بڑا سائز ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ اگر اسے فیسرین کریم۔ فیسرین سنو۔ یوٹرون۔ یا ٹیلز دن کے ساتھ منگوایا جاوے تو محصولڈاک نہ لگے گا۔

ملنے کا پتہ :- **فیسرین فارمیسی مقام مکتسر فیروزپور پنجاب**

کتابی تبلیغ کے متعلق مرکزی لجنہ اماء اللہ قادیان کی رائے

محترمہ وائس پریذیڈنٹ صاحبہ مرکزی لجنہ اماء اللہ قادیان کی چٹھی

"مکرم ملک صاحب! آپ کی مجوزہ کتابی تبلیغ والی تجویز بہت ہی پسندیدہ ہے۔ اور اس کو مرکزی لجنہ اماء اللہ نے نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور تمام بیرونی لجنات کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہوئے اُمید رکھتی ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اس کی خریداری میں حصہ لیں گی۔ نیز احمدیہ خواتین کے لئے ایک تبلیغی نادر موقع ہے۔ اُمید ہے کہ سب بہنیں اس تجویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسکی خریداری میں بیش از بیش سبقت دکھائینگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم کے ساتھ آپ کی سعی اور نیک تحریک کو بارآور کرے اور سعید طبائع کے لئے نہایت مؤثر بنائے۔ آمین" (محترمہ اُستانی) مریم اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم

جس تحریک کے متعلق مندرجہ بالا تحریر ہے اُس کا مفصل اشتہار ذیل میں ملاحظہ فرما کر آرڈر بھجوائیں

(مینجر بک ڈپو)

احمدی بہنیں

گھر بیٹھے ہی دنیا کے بڑے سے بڑے آدمی کو پیغامِ حق پہنچا کر ثواب کی مستحق ہو سکتی ہیں

جس کا آسان اور سہل طریق یہ ہے۔ کہ مندرجہ ذیل کتابوں کے سیٹ خرید کر دنیا کے کسی بڑے آدمی کو بھیجدیں۔ جب تک وہ سیٹ موجود رہے گا۔ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنتا رہے گا اور بھیجنے والی بہنوں کو مُدت دراز تک اللہ کی اس نیکی کا اجر ملتا رہے گا۔ کیا چند روپے خرچ کرنے پر اتنی بڑی سعادت کا حاصل ہونا ان کی خوش قسمتی نہیں؟ اُمید ہے کہ ہماری مخلص اور تبلیغ کا جوش رکھنے والی بہنیں اس زرین موقعہ سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں گی۔ اور جس کو جتنی توفیق ہو۔ وہ اس کے مطابق کم و بیش قیمت کے سیٹ خرید کر خود یا صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی معرفت دنیا کے جس ملک اور جس شخص کو چاہیں بھجوا سکتی ہیں۔ اب تو ان کی قیمت بھی برائے نام کر دی ہے۔ اس لئے خریدنے میں کوئی دقت بھی محسوس نہ ہوگی۔

انگریزی مجلد کتب کا سیٹ

جس کی پہلے ۱۸ روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب صرف ۵ روپیہ کر دی ہے۔

(۱) تفسیر و ترجمہ پارہ اول مجلد سنہری۔

(۲) ٹیچنگ آف اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

(۳) کشتی نوح انگریزی ترجمہ مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۴) احمدیت یعنی حقیقی اسلام مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی۔ جس کا ترجمہ آنریبل سر چوہدری ظفراللہ خاں نے کیا ہے

(۵) تحفہ پرنس آف ویلز مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی

(۶) سوانح حضرت مسیح موعودؑ " " "

مندرجہ بالا چھ کتابیں جو اپنے نادر مضامین کے علاوہ کاغذ، چھپائی، ٹائپ اور جلد بندی کے لحاظ سے بھی دیدہ زیب ہیں۔ اب ۱۸ روپے کی بجائے صرف پانچ روپیہ میں ہی دیدی جائینگی تاکہ بہنیں دُنیا کے مختلف علاقوں میں انہیں آسانی کے ساتھ تقسیم کروا سکیں۔ امید ہے خواتین اس زریں موقعہ سے ضرور فائدہ اُٹھائینگی

فارسی مجلد کتب کا سیٹ

(اس کی پہلے چھ روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب صرف ڈیڑھ روپیہ)

(۱) لجۃ النور مجلد عربی۔ فارسی۔ مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

(۲) درثمین فارسی۔ مکمل۔ مجلد مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ

(۳) دعوۃ الامیر فارسی مجلد مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

ان ممالک کے لئے جہاں فارسی کا رواج ہے۔ یہ سیٹ انشاء اللہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔ بہنوں کو چاہیئے کہ صوبہ سرحد بلوچستان افغانستان۔ ایران اور آزاد علاقہ کے لوگوں میں اکی خوب اشاعت کریں۔ کیونکہ اب تو ان مجلد کتابوں کی قیمت برائے نام یعنی صرف عہ۸ ہی کر دی گئی ہے صوبہ سرحد۔ بلوچستان۔ آبادان وغیرہ کی بہنوں کو ان کی اشاعت کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے۔

اُردو مجلد کتب کا سیٹ

(جس کی پہلے کبھی آٹھ روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب صرف اڑھائی روپیہ)

(۱) کشتی نوح اُردو مجلد مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ

(۲) حقیقۃ الوحی مجلد " " "

(۳) دعوۃ الامیر اُردو مجلد مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی

پہلے کبھی ان کی ۸ روپیہ قیمت تھی۔ مگر دو ایک سال سے چار روپے ۱۰ آنے کر دی تھی مگر اب تو عام اشاعت کی خاطر جلد بندھی بندھائی کتابیں صرف عما۸ میں ہی دی جارہی ہیں بہنوں کو چاہیئے۔ کہ اس نادر موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور اپنے علاقہ یا صوبہ کے سمجھدار سلیم الطبع لوگوں تک انہیں پہنچائیں بلکہ مختلف پبلک لائبریریوں میں بھی رکھوائیں تاکہ ہر خاص و عام فائدہ اُٹھائے۔

ان کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہر قسم کی کتابیں ہمارے ہاں بکفایت مل سکتی ہیں۔ کارڈ آنے پر فہرست کتب مُفت بھیجی جائے گی۔

ملک فضل حسین مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

پھول اور بیل

پھول میز پوش یا تکیہ کے غلاف کے کونے پر اور بیل قمیص کے گھیرے پر نہایت موزون ہوگی۔ رنگ حسب پسند لگائیں۔

امۃ الرحمٰن عرف رقیہ بیگم بنت محمد یامین صاحب
تاجر کتب قادیان۔ پنجاب

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر "الگان گیلئے" قادیان سے شائع کیا)